سوال

(143)معانقہ کب؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا سفر سے لوٹنے کے علاوہ دوسرے مواقع پر معانقہ (گلے ملنا) کیا جا سکتا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

معانقہ کرنا گلے ملنا یہ انسان کا انسان سے محبت کرنے کا اور اس کا اظہار ہے کہ جو محبت وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے دل میں رکھتا ہے اور اپنے دوست سے ملاقات کے وقت اظہار مسرت کا ایک طریقہ ہے، یہ بالکل جائز ہے بلکہ مستحب اور ثواب کا باعث ہے۔ (ان شاء اللہ) اگر انسان کی اس سے نیت اپنے بھائی کی عزت و تکریم اور محبت ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو فرمایا کہ جس نے آپ کو بتایا تھا کہ وہ فلاں سے محبت کرتا ہے، تو آپ نے فرمایا تھا ((ہل أخبرتہ بذالک فإن لم تکن قد أخبرتہ بہ فاذہب وأخبرہ)) کیا تو نے اسے بتایا کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں اگر تو نے ابھی تک اسے نہیں بتایا تو جاؤ اور اسے بتا دو۔

اور معانقہ اطلاع محبت کا بہترین ذریعہ ہے، صحیح حدیث میں ہے:

((ذرونی ما ترکتکم ' ما نہیتکم عنہ فاجتنبوہ وما أمرتکم بہ فأتو منہ ما استطعتم أو کما قال صلی اللہ علیہ وسلم)) صحیح مسلم 'سنن النسائی کتاب الحج

''مجھے چھوڑ دو جب تک میں تمہیں چھوڑے رکھوں، جس سے روکوں اس سے رک جاؤ اور جس چیز کا حکم دوں اپنی طاقت کے مطابق اسے بجالاؤ۔''

اور معانقہ کرنا اباحت اصلیہ کے تحت جائز ہے، کیونکہ نہ تو شریعت نے اس سے روکا ہے اور نہ کوئی سختی کی ہے تو یہ مباح ہے۔

امام دارقطنی نے اپنی سنن اور ابو نعیم نے الحلیہ اور امام بیہقی نے سنن الکبری اور طبرانی نے معجم الکبیر میں ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے جس کے الفاظ تقریبا ایک جیسے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

((إن اللہ تعالی فرض فرائض فلا تضیعوہا وحد حدودا فلا تعتدوہا وحرم أشیاء فلا تنتہکوہا وسکت عن أشیاء رحمة لکم غیر نسیان فلا تبحثوا عنہا)) (ہذا حدیث حسن کما قال النووی)

''بے شک اللہ تعالی نے فرائض رکھے ہیں انہیں ضائع مت کرو اور جو اس نے حدیں مقرر فرمائی ہیں ان کی خلاف ورزی نہ کرو اور حرام اشیاء کی خلاف ورزی نہ کرو اور جن اشیاء کا حکم

بیان نہیں کیا گیا سکوت اختیار کیا گیا ہے تو یہ اس کی تم پر رحمت ہے نہ کہ وہ بھول گیا ہے، ان کے بارے میں بحث میں نہ پڑو۔''

تو یہ سکوت عنہ عمل ہے ہمیں اس میں بحث سے گریز کرنا چاہیے اور یہ مباح بلکہ مندوب ہے، اخلاص نیت سے۔

اور جو سفر سے واپس آئے تو اس کے ساتھ معانقہ کرنے کے ثبوت میں بہت سارے آثار وارد ہوتے ہیں لیکن مقیم کے بارہ میں اسی طرح کے آثار نہیں ملتے۔ مسافر سفر سے آتا ہے تو اس کے ساتھ معانقہ کی کوئی خاص علت نہیں بلکہ صرف اظہار محبت ہوتا ہے تو یہی علت اصلیہ مقیم میں بھی موجود ہے اور گزشتہ دو روایتیں بھی اس کی تائید کرتی ہیں کہ مقیم سے معانقہ کیا جا سکتا ہے۔ معجم الاوسط للطبرانی اور تحفہ الاحوذی شرح ترمذی میں ایک حدیث ہے کہ

((أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أرسل إلی أبی ذر وکان خارجا من البیت فلما جاء أخبر برسالۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوذر فلما جئت التزمنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم)) (الحدیث)

''نبی ﷺ نے ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا آپ گھر سے باہر تھے جب واپس آئے تو گھر والوں نے نبی ﷺ کے پیغام کے بارہ میں بتایا تو ابوذر فرماتے ہیں: میں آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے مجھے اپنے سے چمٹا لیا۔''

اگرچہ ایک روای کے مبہم ہونے کی وجہ سے اس میں کچھ ضعف ہے، لیکن یہ ضعف یسیر ہے جو شواہد سے دور ہو جاتا ہے اور دوسرے آثار جو میں بیان کر چکا ہوں وہ اس کی تائید کرتے ہیں۔

نیز ترمذی اور ابن ماجہ کی وہ روایت انس کہ جس میں ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! جب ہم میں سے کوئی اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو کیا اس کے لیے جھک سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں: پھر پوچھا: کیا اس سے چمٹ کر اس کا بوسہ لے سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں، پھر پوچھا کیا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرے؟ فرمایا؟ ہاں۔''

تو یہ روایت حنظلہ بن عبداللہ السدوسی کے ضعف کی وجہ سے ضعیف ہے اور ائمہ جرح و تعدیل سے اس کی تضعیف ثابت ہے اور ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ یہ روایت آثار صحیحہ جو بیان کیے جا چکے ہیں ان کے بھی مخالف ہے، چلو اگر بالفرض اسے صحیح مان بھی لیا جائے تو ہم اس کو مقیم کے ساتھ معانقہ کرنے پر محمول کریں گے کیونکہ مسافر کے ساتھ معانقہ کرنا یہ تو صحیح سندوں سے ثابت ہے۔

اگرچہ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے، لیکن امام ترمذی کا تساہل مشہور ہے اور اس جیسی روایات سے احتجاج پکڑنا غلط ہے۔ اس حدیث کے ضعیف ہونے سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ کسی کے لیے بھی جھکنا جائز ہے بلکہ دوسرے دلائل سے غیر اللہ کے لیے جھکنا حرام قرار دیا گیا ہے، کیونکہ اس میں رکوع کی مشابہت آ جاتی ہے اور رکوع اور سجود غیر اللہ کے لیے جائز نہیں ہے۔

نوٹ:...... ابوالقاسم عفی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک حدیث بیان کی جو مسند احمد میں اور بیہقی نے کتاب الادب میں ذکر کی ہے صحیح سند کے ساتھ کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((أن رجلا من أہل البادیۃ کان إسمہ زاہر بن حراء قال: وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحبہ وکان ذمیما فأتاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوما وہو یبیع متاعہ فاحتضنہ من خلفہ وہو لا ینظر)) الخ

''کہ ایک آدمی دیہاتیوں میں سے جس کا نام زاہر بن حراء تھا وہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام مجھ سے بہت محبت کرتے تھے اور میں غریب آدمی تھا، ایک مرتبہ آپ تشریف لائے زاہر بازار میں اپنا سامان بیچ رہا تھا تو آپ ﷺ نے اسے پیچھے پکڑ کر گلے سے لگا لیا، زاہر نہ دیکھ سکے تو وہ کہنے لگے: کون ہے؟ پھر اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ نبی ﷺ تھے تو زاہر اپنی پیٹھ کو آپ کے سینہ مبارک سے اچھی طرح ملا دیا تو آپ ﷺ آواز لگانے لگے اس غلام کو کون خریدے گا؟ تو زاہر کہنے لگے اے اللہ کے رسول! میں تو ایسا شخص ہوں جس کی کوئی قیمت ہی نہیں لگائے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو اللہ کے ہاں بہت قیمتی ہے۔''

اس حدیث میں نبی ﷺ نے اپنے صحابی کو اپنے سینے سے چمٹایا اور وہ صحابہ سفر سے نہیں آئے تھے بلکہ مقیم تھے اور یہی محل استشہاد ہے اور صحیح بخاری میں بھی ہے کہ نبی ﷺ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو سینے سے لگایا اور ان کے لیے دعا فرمائی۔ ((اللھم علمہ الکتاب)) ''اے اللہ اسے قرآن کا علم عطا فرما۔''

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر 517

محدث فتویٰ